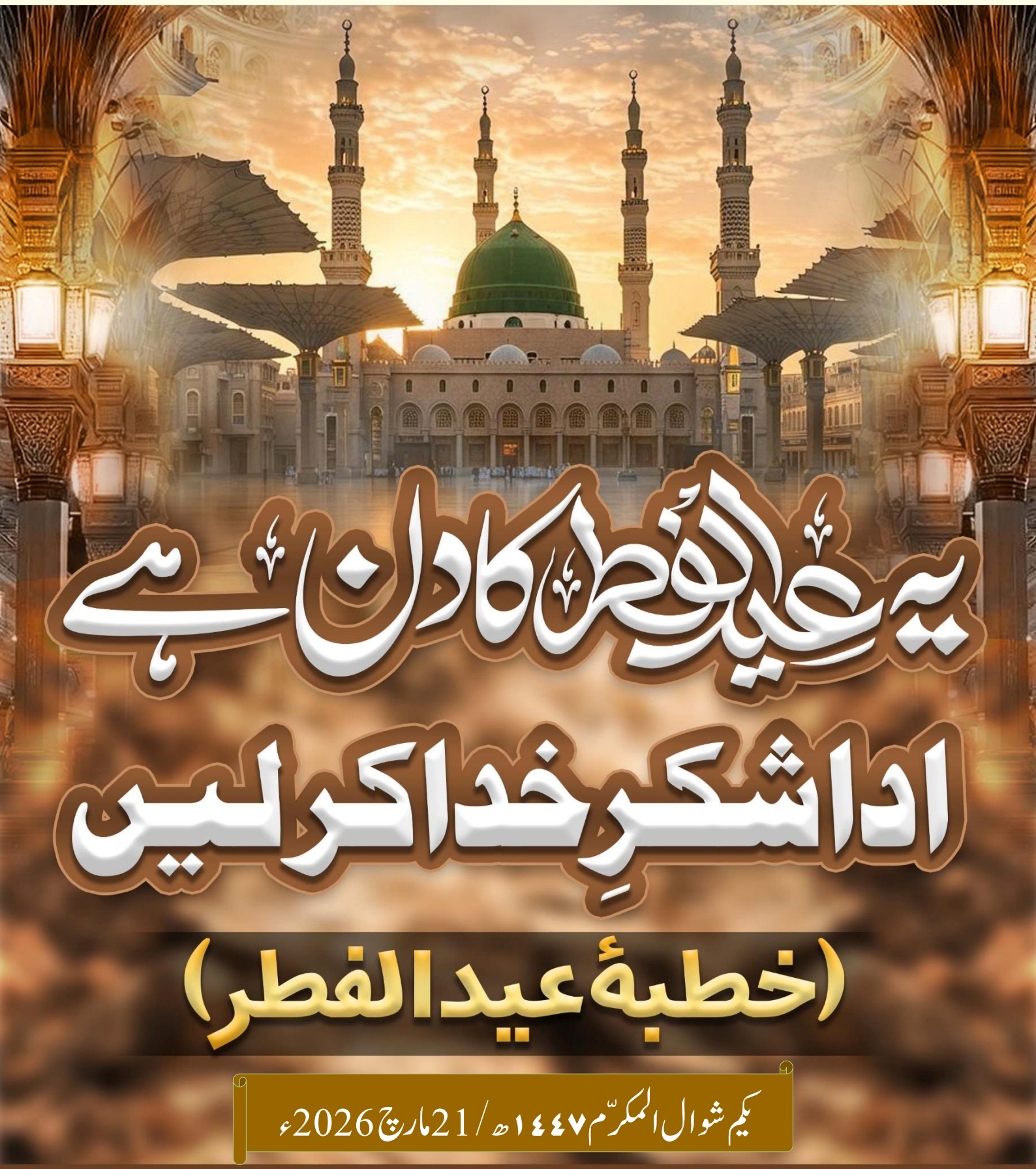

یہ عید اُن کا دن ہے

ادا شکرِ خدا کر لیں

(خطبۂ عید الفطر)

یکم شوال المکرّم ۱۴۴۷ھ / 21 مارچ 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان — مرکزی دفتر — جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 | 0315-7374429 | munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل واِحسان اور لطف وکرم کی کوئی حد نہیں... اگر ہم فقط رمضان المبارک کے حوالے سے ہی غور کریں تو اُس کی عنایتوں کی وُسعت پر عقل دنگ رہ جاتی ہے:

- اُس نے اپنے کرم سے اپنے رسولِ کریم ﷺ کے صدقے میں اُمّتِ مسلمہ کو یہ مبارک مہینہ عطا فرمایا۔
- پھر اُس نے اپنی مہربانی سے ہمیں زندہ رکھا اور ماہِ رحمت کی برکتیں سمیٹنے کا موقع عطا فرمایا۔
- ہم نے اِس ماہِ مقدّس میں جو نیکی کے کام کیے اُن کا شوق اور توفیق بھی محض اُس کا لطف وکرم ہی تھا۔
- یہ بھی اُس کی نوازش ہی ہے کہ اُس نے ہمارے کوتاہیوں سے بھرے اعمال کو قبول فرمانے کی اُمّید دلائی اور اُن پر عظیم الشان اجر واِنعام کا وعدہ بھی فرمایا، حالانکہ ہم نے اگر کچھ اچھا کیا بھی ہے تو وہ ہماری طرف سے احسان نہیں تھا، بلکہ بندگی کا تقاضا تھا۔
- پھر اُس نے فضلِ عظیم فرماتے ہوئے ہمیں عیدِ سعید کا دن دیا، اِس میں خوشیوں سے بھی نوازا اور اپنی رحمتوں کا اِعزاز بھی عطا فرمایا۔

حق تو یہ بنتا ہے کہ ربِّ کریم کے بے پناہ احسانات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے دل کی گہرائیوں سے حمد وثنا کی وہ صدا نکلے جو اہلِ جنّت کی زبانوں پر ہوگی: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ ھَدٰىنَا لِھٰذَا ۟ وَمَا کُنَّا لِنَھۡتَدِیَ لَوۡلَاۤ اَنۡ ھَدٰىنَا اللّٰہُ۔ ”تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں اِس کی ہدایت عطا فرمائی (عمل کی توفیق بھی عطا کی، اجر وثواب سے بھی نوازا اور رحمت بھی فرمائی) اور اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہیں پاسکتے تھے۔“ [الاعراف 43:7]

درحقیقت ”عید الفطر“ کا تصوّر ہے ہی یہ کہ مسلمان ماہِ رمضان المبارک میں ربّ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے کچھ مشقت برداشت کرتے ہیں تو اِس کی توفیق پر خوشی کے اِظہار اور رحمت کی عطا پر شکر ادا کرنے کے لیے عید منائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔ ”اور تاکہ تم اِس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی ہے اور تاکہ تم (اُس کا) شکر ادا کرو۔“ [البقرۃ 185:2]

بلاشبہ عید الفطر خوشی کا موقع ہے، مگر یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ ہماری نگاہوں سے عید کی حقیقت اوجھل ہوتی جارہی ہے.... ہم خوشی مناتے ہیں، مگر اُس کا حقیقی مقصد فراموش ہوتا جارہا ہے۔ عید کا دن شکر کا دن ہے، لیکن وہ غفلت کا دن بنتا جارہا ہے۔ یہ اطاعت پر انعام کا موقع ہے، مگر ہم اِسے نافرمانی کے کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ یہ ذکر وتکبیر کا وقت ہے، جو لہو ولعب کی نذر ہونے لگا ہے۔ اگر ہم اپنا انداز بہتر کرلیں تو یقیناً خوشی کا لطف بھی دوبالا ہوجائے اور مزید رحمت وانعام بھی نصیب ہو۔

چنانچہ خطبۂ عید میں اِسی حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

دوہری خوشی

عیدِ سعید کے حوالے سے سیدِ عالَم ﷺ نے ہمیں ایسی سوچ عطا کی ہے جو عید کی ظاہری مَسرّتوں کے پیچھے چھپی حقیقت کو آشکار کرتی ہے۔ ہمیں اِس پُر مَسرّت موقع پر یاد رکھنا چاہیے کہ بس یہی ایک خوشی نہیں، بلکہ ایک اور خوشی بھی ہے، بلکہ وہ بہت بڑی خوشی ہے، ہاں ہاں وہ دائمی خوشی ہے اور یہ کہنا بھی بے جا نہیں کہ اصل خوشی تو ہے ہی وہ۔

افطار کی خوشی: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ربِّ کریم کا ارشادِ گرامی بیان فرمایا: وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ۔ ”روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اِفطار کے وقت اور دوسری خوشی تب جب وہ اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 7492۔ صحیح مسلم، حدیث: 1151)

- اِفطار کے وقت رُوحانی خوشی بھی ہوتی ہے اور جسمانی بھی... رُوحانی مسرت یہ کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا حکم پورا کرنے کی سعادت ملی اور جسمانی خوشی یہ کہ بھوک پیاس برداشت کرنے کے بعد کھانے پینے کے لیے نعمتیں عطا ہوئیں۔
- دوسری خوشی موت کے وقت، قیامت کے دن اور جنّت میں عطا ہو گی... جب ربِّ کریم اپنی شان کے مطابق اجر و ثواب سے بھی نوازے گا، اپنے دیدار سے بھی مشرّف فرمائے گا اور راضی بھی ہو جائے گا۔

ملاقات کی خوشی: ربِّ کریم کے حضور حاضری کی خوشی کیسی عظیم ہو گی! اُس سے متعلق حدیثِ مبارک سماعت کریں! سیدنا ابو سعید سَعد خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ربِّ کریم اہلِ جنّت سے فرمائے گا: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! ”اے جنتیو!“ وہ عرض کریں گے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ۔ اے ہمارے ربّ! ہم حاضر ہیں اور ساری بھلائی تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔ باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ ”کیا تم خوش ہو؟“ عرض کریں گے: وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ! وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ۔ اِلٰہی! ہم کیوں خوش نہیں ہوں گے! حالانکہ تُو نے ہمیں وہ عطا فرمایا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی اور کو نہیں دیا۔ خالقِ کریم فرمائے گا: أَلَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ ”کیا مَیں تمہیں اِس اِنعام سے بھی بہتر عطا نہ کروں؟“ ہر جنّتی کی زبان پر ہو گا: يَا رَبِّ![1] وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ میرے مالک! اِس سے افضل نعمت کون سی ہو گی؟ مالکِ مہربان فرمائے گا: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا۔ یعنی ”مَیں تمہیں اپنی رِضا و خوشنودی عطا کروں گا تو اِس کے بعد کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 7518)

---

[1] قَالَ: ”يَا رَبِّ!“... إِشْعَارًا بِأَنَّ ذٰلِكَ قَوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ لَا أَنَّ طَائِفَةً تَكَلَّمُوْا وَطَائِفَةً سَكَتُوْا، إِذِ الْكَلَامُ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ عَلٰى حُصُوْلِ الرِّضَا۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث: 1932)

دیدار کی فرحت: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیثِ نبوی کا خلاصہ ہے کہ اہلِ جنّت کو اپنے پروَردگار کا دیدار اِس شان کے ساتھ ہو گا کہ اُن کے لیے کُرسیاں / منبر بچھائے جائیں گے: نور کے منبر، موتی کے منبر، یاقوت کے منبر، زَبرجَد کے منبر، سونے کے منبر، چاندی کے منبر اور بعض حضرات مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھیں گے.. خالقِ کریم جنّت کے باغات میں سے ایک باغ میں تجلّی فرمائے گا اور اُس کا دیدار یوں واضح ہو گا جیسے سورج اور چودھویں کا چاند ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ سے دکھائی دیتا ہے۔ فرمایا: وَلَا يَبْقَى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ مُحَاضَرَةً۔ یعنی "جتنے اُس وقت حاضر ہوں گے اللہ کریم ہر ایک کو بلا حجاب اپنا جلوہ دکھائے گا اور بلاواسطہ اپنے ساتھ کلام کا شرف سے عطا فرمائے گا۔"

اِسی حال میں اُن پر ایک بادَل چھا جائے گا اور ایسی خوشبو برسائے گا جو اُنھوں نے پہلے کبھی کسی چیز میں نہیں پائی تھی۔

پھر اُنھیں جنّت کے ایک بازار میں جانے کا حکم ملے گا، وہاں ایسی چیزیں ہوں گی کہ اُن جیسی نہ آنکھوں نے دیکھیں، نہ کانوں نے سُنیں اور نہ ہی کبھی دلوں میں اُن کا خیال پیدا ہوا۔ وہاں سے جو چاہیں گے بغیر خرید و فروخت کے اُن کے محلات میں پہنچا دیا جائے گا۔

پھر وہ اپنے اپنے محلات میں واپس پہنچیں گے۔ اُن کی بیویاں استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی: آپ واپس آئے ہیں اور آپ کا حُسن و جمال پہلے سے کہیں زیادہ ہو چکا ہے۔ وہ جواب دیں گے: إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّ لَنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا۔ یعنی ابھی ہمیں ربِّ جبّار جَلَّ شَانُہٗ کے حضور حاضری نصیب ہوئی تھی تو پھر اِسی طرح لَوٹنا شایانِ شان تھا۔[1]

دعوتِ فکر: شریعت کے مطابق عیدِ سعید کی خوشی منانا اچھی بات ہے، مگر ہمیں یہ سوچ بھی عطا کی گئی ہے کہ یہ چھوٹی خوشی ہے، اصل خوشی وہ ہو گی جس کا ابھی احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ذکر کیا گیا۔ ہمیں آج وہی کام کرنے چاہییں جو اُس خوشی کے لائق ہیں۔

---

[1] عَنْ سَيِّدِنَا أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا نَزَلُوا فِيهَا بِفَضْلِ أَعْمَالِهِمْ، ثُمَّ يُؤْذَنُ فِي مِقْدَارِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا، فَيَزُورُونَ رَبَّهُمْ وَيُبْرِزُ لَهُمْ عَرْشَهُ، وَيَتَبَدَّى لَهُمْ فِي رَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَتُوضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ وَمَنَابِرُ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَمَنَابِرُ مِنْ يَاقُوتٍ وَمَنَابِرُ مِنْ زَبَرْجَدٍ وَمَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ وَمَنَابِرُ مِنْ فِضَّةٍ، وَيَجْلِسُ أَدْنَاهُمْ ... وَمَا فِيهِمْ مِنْ دَنِيٍّ ... عَلَى كُثْبَانِ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ، مَا يَرَوْنَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَرَاسِيِّ بِأَفْضَلَ مِنْهُمْ مَجْلِسًا۔ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَهَلْ نَرَى رَبَّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: هَلْ تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟ قُلْنَا: لَا۔ قَالَ: كَذٰلِكَ لَا تَتَمَارَوْنَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ وَلَا يَبْقَى فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا حَاضَرَهُ اللهُ مُحَاضَرَةً ... فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذٰلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ۔ وَيَقُولُ رَبُّنَا تبارك وتعالى: قُومُوا إِلَى مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ! فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ، فِيهِ مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ، فَيُحْمَلُ إِلَيْنَا مَا اشْتَهَيْنَا، لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى، وَفِي ذٰلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ... ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا فَتَتَلَقَّانَا أَزْوَاجُنَا، فَيَقُلْنَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا! لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ، فَيَقُولُ: إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّ لَنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا۔
(سنن الترمذی، رقم الحدیث: 2549۔ سنن ابن ماجة، رقم الحدیث: 4336۔ إسنادہ ضعیف)

حقیقی خوشی

عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ خوشی مال و دَولت کے ذریعے ملتی ہے یا اپنوں میں رَہ کر دل مسرور ہوتا ہے یا ذاتی گھر سُکون کا گہوارہ ہوتا ہے یا جسمانی صحت فرحت کی ضمانت ہوتی ہے، مگر حقیقت اِس سے بہت مختلف ہے؛ کیونکہ کئی افراد کو یہ تمام نعمتیں میسّر ہیں، پھر بھی وہ خوشی سے محروم ہیں اور اُن کی بے چینی کا علم فقط اُنہی کو ہے... جب کہ بے شمار افراد اِن ظاہری وسائل سے محروم ہیں، مگر اُن کی خوشیوں بھری زندگی لائقِ رشک ہے۔

چنانچہ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر دولت، صحت، گھر اور تعلقات وغیرہ خوشی نہیں دے سکتے تو پھر خوشی کیسے نصیب ہوتی ہے؟ ہمیں خوش رہنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اِس حوالے سے قرآن وسنّت کی روشنی میں چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

❖ ربِّ کریم کو یاد کیجیے! روزِ عید اور بعد کی زندگی میں اپنے ربّ کو ہمیشہ یاد رکھیے! دل یادِ الٰہی سے آباد ہو تو بے چینی، اضطراب اور اُداسی خود بخود رُخصت ہو جاتے ہیں۔ یادِ خداوندی سے دل کو چین و قرار نصیب ہوتا ہے اور اصل میں خوشی تو دل ہی کی خوشی ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ۔ ”سُن لو! اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔“ [الرعد 28:13]

❖ زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کو اختیار کیجیے! قرآنِ مجید کا سچا وعدہ ہے کہ نیک کام کرنے والے مومن کو ”پاکیزہ زندگی“ عطا ہوتی ہے اور بلامبالغہ وہ پاکیزہ زندگی ہی خوشی کی کنجی ہے۔

❖ شیطانی کاموں سے دُور رہیے! گناہوں سے شیطان خوش ہوتا ہے اور اُس کا اثر بڑھتا ہے۔ جو شخص شیطان کے زیرِ اثر ہو اُسے دُنیا بھر کے اسباب فراہم ہو جائیں تو بھی حقیقی خوشی نصیب نہیں ہو سکتی۔

❖ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیجیے! بالآخر وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔ ”اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے تو وہ اُسے (دونوں جہان میں) کافی ہے۔“ [الطلاق 3:65]

❖ گھر اور باہَر کے افراد کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنایئے! لڑائی جھگڑا پریشانی ہی پریشانی ہے اور محبّت واُلفت سکون ہی سکون ہے۔ حسد اور بدگمانی وغیرہ دل کا ایسا روگ ہیں جو انسان کا سُکون برباد کر دیتے ہیں اور یہ بھی آزمودہ حقیقت ہے کہ جس خوش نصیب کے دل میں دوسروں کے لیے خیر خواہی ہو، اُس کا اپنا دل بھی قرار میں رہتا ہے۔

❖ مصائب کے بارے میں زیادہ سوچنے کے بجائے نعمتوں کی طرف توجہ کیجیے! چھوٹی موٹی پریشانیاں تو زندگی کا حصہ ہیں۔ جو نہیں ہے اُس کے غم میں ڈوبنے کے بجائے جو ہے اُس پر شکر کا لطف اُٹھایئے!

❖ برداشت کرنا سیکھیے! غصّہ اور انتقام کا جذبہ بڑی بڑی خوشیوں کو بھی تباہ کر دیتے ہیں.... جب کہ درگزر کرنے سے چھوٹی خوشیوں کا لطف بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

صدقۂ فطر کی ادائیگی سے خوشی کا اِظہار

صدقۂ فطر واجب ہے اور یہ ربِّ کریم کے انعام پر خوشی کے اِظہار اور مستحقین کو خوشیوں میں شریک کرنے کی بہترین صورت ہے۔ اِس کی درست طریقے سے ادائیگی کے لیے کم از کم پانچ باتوں کو جاننا ضروری ہے۔

کس پر واجب ہے؟ وہ مسلمان جو عید کی صبح بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی (Cash) یا سامان وغیرہ کا مکمل طور پر مالک (Owner) ہو اُس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

نوٹ: رمضان المبارک کے آغاز میں حکومتِ پاکستان نے 2026ء/1447ھ کے لیے نصاب تقریباً پانچ لاکھ ساڑھے تین ہزار (503,529) روپے مقرر کیا ہے۔[2]

مسئلہ: کوئی شخص بلا عُذر یا عُذر کی وجہ سے روزے نہ رکھ پایا ہو تو بھی صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں اُس کا فطرانہ واجب ہے۔

کس کس کا واجب ہے؟ ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنی نابالغ اولاد (جو مالکِ نصاب نہیں) کا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ عاقل بالغ اولاد اور بیوی زیرِ کفالت ہوں تو اُن کا صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے اُن سے اجازت لینا ضروری نہیں، ورنہ ضروری ہے۔

کب واجب ہے؟ نمازِ عید سے پہلے پہلے ادا کر دینا ضروری ہے۔ رمضان المبارک میں ادا کر دینا بھی جائز ہے اور اگر نمازِ عید تک ادا نہ کیا تب بھی معاف نہیں، بعد میں ادا کر دے۔

کتنا واجب ہے؟ آمدن اور مالی حیثیت کے مطابق تقریباً دو کلو گندم یا اُس کا آٹا یا قیمت،[3] یا چار کلو کھجور، کشمش، جَو یا اِن کی قیمت۔

کسے دینا ہے؟ وہ صحیح العقیدہ مسلمان جو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 612.36 گرام چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر نقدی یا سامان کا مالک نہ ہو اُسے فطرانہ دینا جائز ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کے لیے فطرانہ پیش کرنے میں دوہرا فائدہ ہے۔ نیز اربابِ خیر کو غزّہ کے مظلوم مسلمانوں سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہیے۔[4]

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 16 مارچ 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 9,800 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب 514,500 روپے ہے۔

[3] موجودہ ریٹ کے مطابق دو کلو آٹے کی قیمت تقریباً 300 روپے ہے۔

[4] دعوتِ اسلامی کے ذیلی ادارے Faizan Global Relief Foundation (FGRF) کے زیرِ اہتمام غزّہ میں امداد کی ترسیل جاری ہے۔ تعاون اور معلومات کے لیے ادارے کی ویب سائٹ دیکھیں: https://fgrf.org/

قضائے رمضان کی فرضیت

جن افراد کو رمضان المبارک کے تمام روزے رکھنے کی سعادت ملی وہ لائقِ مبارک باد ہیں اور اُنھیں اِس احسانِ ربّانی پر شکر گزار ہونا چاہیے، لیکن اگر خدانخواستہ رمضانِ کریم میں کوئی شخص عذر کی وجہ سے یا بلاعذر کچھ یا تمام روزے نہیں رکھ سکا تو اُس پر بعد میں اُن کی قضا کرنا (اور شیخِ فانی پر اپنے روزوں کا فدیہ دینا) اُسی طرح فرض ہے جس طرح رمضان میں روزے رکھنا فرض تھا۔ جیسے شرعی عذر کے بغیر رمضان میں روزہ چھوڑنا گناہِ کبیرہ ہے اِسی طرح بلاعذر بعد میں قضا نہ کرنا بھی گناہِ کبیرہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ ”تو تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُتنے روزے دوسرے دنوں میں رکھے۔“ [البقرۃ2:184]

رمضان کے بعد چھ روزوں کا استحباب

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، اِن کے علاوہ کوئی بھی روزہ فرض نہیں،[1] تاہم روزہ بہت پسندیدہ عبادت ہے جسے حسبِ سہولت مختلف اوقات میں جاری رکھنا چاہیے۔ صیامِ رمضان کی توفیق پر شکر ادا کرنے کے لیے عید کے بعد چھ روزے رکھنا مستحب ہے اور اِن کی بہت فضیلت ہے۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ كَانَ تَمَامَ السَّنَةِ، مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ ”جو مسلمان (ماہِ رمضان میں روزے رکھے، پھر) عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو اُسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا، (اس لیے کہ) جو ایک نیکی کرے اُس کے لیے اُس جیسی دس نیکیاں ہیں۔“

(سنن ابن ماجہ، حدیث: 1715، إسنادہٗ صحیح)

احادیثِ مبارکہ میں عید کے بعد شوال کے اندر چھ روزے رکھنے کا بھی ذکر ہے،[2] تاہم اِس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے بعد کسی بھی مہینے میں چھ روزے رکھنے سے سال بھر روزے رکھنے کا ثواب عطا ہو جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، زیرِ حدیث: 2047)

---

[1] اگر کسی شخص نے روزوں کی منّت مانی ہو تو اُس پر اپنی منت کو پورا کرنا واجب ہے۔

[2] میزبانِ رسول ﷺ سیدنا ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔» ”جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اِن کے بعد چھ دن شوال میں روزے رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 1164) یعنی اللہ تعالیٰ اُسے پورے سال کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (لمعات التنقیح)

حرفِ آخر: ربِّ اکبر کی رحمت اور عیدِ سعید کی فرحت

ربِّ کریم اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے صدقے میں اُمّتِ مسلمہ کو خاص رحمتوں سے نوازتا ہے۔ ماہِ رمضان المبارک کی برکات، پھر شب و روزِ عید کی سعادتیں... سب کچھ مصطفیٰ کریم ﷺ کی اُمّت کو نوازنے کے ہی اہم ذرائع ہیں۔

جب مالکِ مہربان نوازنا چاہتا ہے تو ہمیں بھی رحمت حاصل کرنے کی تڑپ ہونی چاہیے.... رحمت کی دُعائیں بھی کثرت سے مانگنی چاہییں اور اُن کاموں کی عادت بھی ڈالنی چاہیے جن کی برکت سے رحمت عطا ہوتی ہے۔ گزشتہ چھ خطباتِ جمعہ میں رحمتِ الٰہی کی عطا والے کاموں کا تذکرہ کیا گیا۔

آج عید الفطر کی مناسبت سے قرآن و سنّت کی روشنی میں کچھ باتوں کا ذکر کیا گیا۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

- عیدِ سعید کا مقصد اور اسلامی تصوُّر یہ ہے کہ ربِّ کریم نے رمَضانِ کریم میں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائی اور بے شمار احسانات کیے، اُن پر اُس کا شکر ادا کیا جائے؛ لہٰذا ہمیں آج کے دن زبان سے بھی خوب حمد و شکر کرنا چاہیے اور کام بھی وہ کرنے چاہییں جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ ہم احسان مند اور شکر گزار بندے ہیں۔
- آسان الفاظ میں شکر کا مفہوم یہ ہے کہ بندے کے دل میں ربِّ کریم کی اِس قدر تعظیم ہو کہ اُس کی نافرمانی کی جرأت نہ کر سکے۔
- نافرمانی اور گناہ سخت ناشکری ہے؛ اِس سے ہمیشہ بچنا لازم ہے، خصوصًا شکر والے دن میں ناشکری انتہائی نالائقی ہے۔
- سرکارِ دوعالَم ﷺ نے یہ سوچ عطا فرمائی ہے کہ عید الفطر کی خوشی پہلی اور چھوٹی خوشی ہے... جب کہ دوسری اور بڑی، بلکہ اصل خوشی اُس وقت نصیب ہوگی کہ جب ربِّ کریم کے حضور حاضری کا شرف ملے گا۔ یہ تصوُّر جہاں بے پناہ رُوحانی سکون عطا کرتا ہے وہاں عیدِ سعید کی خوشی منانے کا ڈھنگ بھی سکھاتا ہے۔
- مالکِ نصاب مسلمان پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ اگر سُستی ہوئی اور تاحال ادا نہیں کر سکے تو نماز کے بعد جلد ادا کریں!
- کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھ سکے تو بعد میں ضرور قضا کریں (اور شیخِ فانی فدیہ دے)، یہ فرض ہے۔
- عید کے بعد چھ روزوں کا اہتمام مستحب ہے، اِس پر سال بھر کے روزوں کے ثواب کی بشارت ہے۔

مجلسِ علماءِ نظامیہ کی فرمائش پر شاعرِ نظامیہ مولانا محمد ثاقب افضل رضوی نے کہا:

یہ عید الفطر کا دن ہے، ادا شکرِ خدا کر لیں	بڑائی رب کی ہم بولیں، شریعت سے وَفا کر لیں
ملی ہے جن کے صدقے یہ، گزاریں اُن کی سنّت پہ	بُرائی بے حیائی سے، کنارہ ہم ذرا کر لیں
کرم کی ہم پہ ہو بارش، گناہوں سے ملے بخشش	نمازیں روزے ہوں مقبول، رب سے یہ دُعا کر لیں

نمازِ عید کو جائیں، ادا فطرانہ کر کے ہم	خدا نے جو دیا اُس سے، غریبوں کا بھلا کر لیں
خوشی ہے فطر کی پائی، خدا کی دید بھی ہو گی	اگر اِن کاموں کا مقصد، فقط رب کی رِضا کر لیں
ملے سینے سے جب سینہ، دلوں سے دُور ہو کینہ	حقیقی عیدی لینی ہو، تو روٹھوں کو منا کر لیں
جہاں ہے راج ظالم کا، وہاں رحمت کرے مولا	منائیں عیدِ آزادی، یہ ثاقبؔ التجا کر لیں

نمازِ عید کا طریقہ

پہلے زبان سے یا دل میں ہی یوں نیت کریں: ”دو رکعات نمازِ عید واجب، اِضافی چھ تکبیروں سمیت، اِس امام کے پیچھے، قبلہ شریف کی طرف رُخ کیے۔“

پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ پھر ثنا پڑھیں۔ پھر امام کے ساتھ دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھائیں اور اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام صاحب تلاوت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ تلاوت کے بعد باقی نمازوں کی طرح پہلی رکعت مکمل کریں۔

دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر امام صاحب قراءت کریں گے اور تمام مقتدی خاموشی سے سنیں گے۔ قراءت کے بعد امام کے ساتھ تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ أَکْبَرْ کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں[1] اور حسبِ قاعدہ نماز مکمل کریں۔

تاخیر سے پہنچنے والے کے لیے:

- مقتدی دیر سے پہنچا اور امام صاحب تکبیرات کہہ کر قراءت شروع کر چکے تھے تو وہ تکبیرِ تحریمہ کہہ کر فوراً ہی تین تکبیریں کہہ لے۔
- امام صاحب پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں تو اُن کے ساتھ رکوع میں جائے اور بغیر ہاتھ اُٹھائے رکوع میں اِضافی تکبیرات کہہ لے۔ اگر رکوع میں تکبیریں پوری کرنے سے پہلے امام صاحب نے رکوع سے سر اُٹھا لیا تو باقی تکبیرات معاف ہو گئیں۔

---

[1] نمازِ عید کی دوسری رکعت میں رکوع کی یہ تکبیر واجب ہے، جب کہ دیگر نمازوں میں سنّت ہوتی ہے۔

فتاوٰی عالَم گیری میں ہے: وَلَوْ تَرَكَ تَكْبِيْرَةَ الرُّكُوْعِ الثَّانِيْ فِيْ صَلَاةِ الْعِيْدِ وَجَبَ عَلَيْهِ السَّهْوُ؛ لِأَنَّهَا وَاجِبَةٌ تَبَعًا لِتَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدِ، بِخِلَافِ تَكْبِيْرَةِ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ مُلْحَقَةً بِهَا، كَذَا فِي التَّبْيِيْنِ۔

اَلسَّهْوُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَالْمَكْتُوْبَةِ وَالتَّطَوُّعِ وَاحِدٌ، إِلَّا أَنَّ مَشَايِخَنَا قَالُوْا: لَا يُسْجَدُ لِلسَّهْوِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ؛ لِئَلَّا يَقَعَ النَّاسُ فِيْ فِتْنَةٍ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ نَاقِلًا عَنِ الْمُحِيْطِ۔ (الفتاوی الهندیّة، ج:1، ص:128)

- اگر امام صاحب کے پہلی یا دوسری رکعت کے رکوع سے اُٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے، بلکہ امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی بقیہ نماز پڑھے تو اُس وقت کہے۔

نماز میں بھول سے متعلق:

امام صاحب پہلی رکعت کی تکبیریں بھول جائیں تو قراءت کے بعد یا رکوع میں کہہ لیں اور دوسری رکعت کی بھول جائیں تو نہ قیام کی طرف لوٹیں نہ رکوع میں کہیں۔(بہارِ شریعت،ج:1،ح:4،ص:782،783،ملخصًا) شرکائے جماعت کی تعداد زیادہ ہو تو بہتر ہے کہ سجدۂ سہو بھی نہ کریں۔(ایضًا،ص:714،م:39)

مصافحہ و معانقہ کے ذریعے مغفرت

عید کے موقع پر باہم ملاقات اور مصافحہ و معانقہ بکثرت ہوتا ہے۔اِس وقت میں بخشش کا بہت آسان ذریعہ ہے کہ دل سے بھی کدورتیں نکال دی جائیں اور سلام کے ساتھ ساتھ بارگاہِ خاتم النبیین ﷺ میں دُرود و سلام کا ہدیہ پیش کیا جائے۔

شفیع المُذنبین ﷺ سے مروی ہے: مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللهِ يَسْتَقْبِلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيَتَصَافَحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى تُغْفَرَ ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ۔ یعنی "اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے آپس میں محبت کرنے والے دو مسلمان جب ایک دوسرے سے ملیں اور سلام و مصافحہ کریں اور نبیِ کریم ﷺ پر دُرود پڑھیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔"

(شعب الإیمان،281/11 رقم:8543،وأخرجه أیضًا البخاری فی التاریخ الکبیر،ج:3،ص:252،وأبو یعلیٰ فی مسندہٖ،ج:5،ص:334، رقم:2960،فیه درست بن حمزة،وهو ضعیف)

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے طفیل عیدِ سعید کے مبارک لمحات کو ہمارے لیے اپنی دائمی رحمت کا ذریعہ بنائے! ہمیں رحمت کی خوب تڑپ عطا کرے اور رحمت کی دُعاؤں کے ساتھ ساتھ عطائے رحمت والے کاموں کا عادی بنائے!

ربِّ کریم ہمیں آج کے دن، بلکہ عمر بھر اعمالِ خیر بجالانے اور گناہوں سے مکمل اجتناب کی توفیق سے نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے! آمین بجاہِ النبیِّ الکریم ﷺ!